باب۔ 04

انسان اور نظریۂ ارتقا

Human Being & Theory of Evolution

- **تمہید:**

مذہبی نکتہ نگاہ سے آدم علیہ السلام کو انسان کا جد امجد سمجھا جاتا ہے۔ چناں چہ اردو اور فارسی میں اسے آدم کی نسبت سے آدمی بھی کہا جاتا ہے۔ عربی میں اس کے لیے انس اور بشر کے الفاظ بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ موجودہ سائنس کی رُو سے انسان، روئے زمین پر پائی جانے والی ایسی حیوانی مخلوق ہے جو بنیادی طور پر Homo یا Human کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ Hominid سائنس کی زبان میں ترقی یافتہ بندر یعنی Great Apes کی نسل کو کہا جاتا ہے۔ Hominidae میں چیمپینزی، گوریلا اور پونگو بھی شامل ہیں۔ جانور چوپائے ہوتے ہیں لیکن انسان کا ایک ظاہری فرق اس کا دو پاؤں پر چلنا ہے۔ مگر انسان کی نمایاں ترین خصوصیت اس کا برتر دماغ ہے جو دوسری نوعِ حیات کے مقابلے میں اسے یکسر ممتاز کر دیتا ہے۔ ارضیاتی تاریخ کے مطابق انسان کی ابتدا تقریباً دو ملین سال قبل ہوئی۔

- **نظریۂ ارتقا:**

علم حیاتیات یعنی بیالوجی میں ارتقا یعنی Evolution سے مراد ایک ایسے نظریے سے لی جاتی ہے کہ جس کے تحت تمام جاندار اجسام، ماضی میں رہنے والے کسی ایک ہی جدِ امجد یا Ancestor کی ترمیم شدہ اشکال ہوتی ہیں۔ بنیادی طور پر ان ترامیم سے مراد وراثتی مادے یعنی Genes میں ہونے والی ترامیم ہوتی ہیں، یا وراثوں میں ہونے والی ایسی تبدیلیاں ہیں کہ جو ایک جاندار کی گذشتہ سے اگلی نسل کے درمیان واقع ہوں۔ وراثے یا Inherits ہی لحمیات تیار کرتے ہیں اور کسی بھی جاندار کی طرزِ ظاہری یا Phenotype پر براہ راست اثر پیدا کرنے والے سالمات ہوتے ہیں۔ اگرچہ کہ چند نسلوں بعد، وراثی مادے میں ہونے والی یہ ترامیم بہت ہی قلیل اور ناقابلِ شناخت ہوتی ہیں لیکن ارتقا کے نظریات دانوں کے مطابق یہ ترامیم زیادہ عرصہ گذرنے پر اکھٹا ہو کر طرز ظاہری یعنی appearance پر نمایاں اثر پیدا کرتی ہیں اور جاندار کی جسمانی ساخت تبدیل کر کے نئی شکلیں اور نئی انواع وجود میں لانے کا سبب بن سکتی ہیں۔ یہ عمل کہ جس میں نئی اقسام نمودار

Siddiqui Publications

ہوتی ہیں انتواع یا Speciation کہلاتا ہے۔ان ارتقا دانوں، جن میں برطانیہ کے چارلس رابرٹ ڈارون (1809-1882) کا نام نمایاں ہے ، کے نزدیک نامیات یا Organisms کے مابین پائی جانے والی ساختی مماثلت یا Structural Similarity اس بات کی توثیق ہے کہ تمام انواع (یعنی تمام اقسام کے موجودہ جاندار)ایک نسبِ مشترک یعنی Common Descent سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔جدِامجد سے شروع ہو کر نسل دَر نسل منتقل ہونے والی ان تبدیلیوں میں اہم کردار وراثی مادوں یعنی DNA میں تغیرات کا سمجھا جاتا ہے اسی وجہ سے اس نسبِ مشترک کے تصور کو تالابِ وراثہ یا Gene Pool کی اصطلاح سے بھی ظاہر کیا جاتا ہے۔چناں چہ فلسفہ ٔسائنس کے مطابق انسان کو بھی اسی Gene Pool کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔

اس اشتراک سے متعلق قرآن کہتا ہے،وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ.یعنی زمین میں چلنے والے کسی جانور اور ہوا میں پروں سے اڑنے والے کسی پرندے کو دیکھ لو، یہ سب تمھاری ہی طرح کی انواع ہیں، ہم نے ان کی تقدیر کے نوشتے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے، پھر یہ سب اپنے رب کی طرف سمیٹے جانے والے ہیں،(الانعام:38)۔

- **انسان :**

انسان کی تمام جسمانی بناوٹ ایک مکمل حیاتی نظام یعنی Biological System کے تحت ہے۔

اس کا ڈھانچہ مختلف اعضا یا Organs پر مشتمل ہوتا ہے۔پھر ان پر بے شمار Tissues ہوتے ہیں جو ایک دوسرے سے جُڑے ہوتے ہیں۔جب کہ ہر ٹشو لاتعداد Cells یعنی حیاتی خلیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔اسی لیے انسان کو Multi-cellular کہا جاتا ہے۔خلیہ کو تمام اجسام کی بنیادی ساختی اور فعلی اکائی یعنی Structural and Functional Unit تصور کیا جاتا ہے۔بدن کے یہ خلیے ایسے چھوٹے چھوٹے عملی یونٹ ہوتے ہیں کہ جو Nutrients کو اپنے اندر لیتے ہیں اور اس سے جسم کے لیے توانائی پیدا کرتے ہیں۔خون اور دماغ میں ان کے اپنے خلیے ہوتے ہیں۔خلیاتی نظام کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ خلیے ہر دم نئے بنتے جاتے ہیں اور پرانے جھڑتے رہتے ہیں۔یوں ان میں ہر آن فنا اور ہر لحظہ تازہ وجود کا عمل جاری رہتا ہے۔

انسان کا یہ حیاتی نظام دیگر کئی ذیلی نظاموں پر بھی مشتمل ہوتا ہے۔جیسے Skeleton System یا ہڈیوں کا نظام، Circulatory System یعنی دورانِ خون کا نظام،Respiratory System یعنی نظامِ تنفس، Digestive System یعنی نظامِ ہاضمہ،Muscular and Nervous System یعنی اعصابی نظام، Reproductive System یعنی جنسی نظام،اور Immune System یعنی حفاظتی نظام وغیرہ وغیرہ۔

کیمیائی طور پر انسان میں کم و بیش 36 کیمیائی عناصر یا Chemical Elements پائے جاتے ہیں۔ ان میں آکسیجن سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد کاربن، ہائیڈروجن، نائیٹروجن اور کیلشیم اور پھر کئی دوسرے عناصر کا نمبر آتا ہے۔ زمین کی مٹی بھی ان ہی کیمیائی عناصر سے بنی ہے۔ چناں چہ انسان کو بھی مٹی سے بنا ہوا کہا جاتا ہے۔

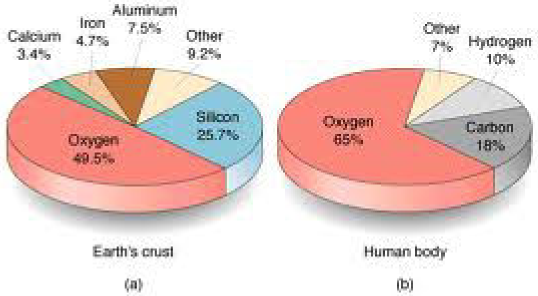

انسان کی تخلیق سے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّـهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ، یعنی اللہ کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی سی ہے کہ اس نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا، (آل عمران: 59)۔ ایک اور جگہ فرماتا ہے، فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ، یعنی بے شک ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر خون کے لو تھڑے سے، پھر گوشت کی بوٹی سے، جو شکل والی ہوتی ہے اور بے شکل بھی، (الحج: 05)۔

آکسیجن اور ہائیڈروجن کا خصوصی مرکب جسے پانی کہتے ہیں، انسان کے جسم میں سب سے زیادہ یعنی 97٪ تک ہوتا ہے اور یہ جسم میں ایک بڑے گھولنے والے یعنی Solvent کے بہ طور موجود ہوتا ہے اور دوسرے تمام کیمیائی عناصر کو جسم میں جذب کیے رکھتا ہے۔ لہٰذا یہ پانی انسانی جسم کے لیے نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ جسم کے دوسرے اہم اجزا میں ایسڈس، کاربوہائیڈریٹس، لیپیڈس اور پروٹین وغیرہ آتے ہیں۔

- **انسان کی طبعی خصوصیات:**

انسان کا، حیوانات میں سب سے قریب ترین ملنے والے جانور، بندر سے موازنہ کریں تو انسان کی طبعی خصوصیات میں واضح فرق ملے گا۔ سب سے اوّل تو اس کا غیر معمولی دماغ ہے۔ انسان کا دماغ، دوسرے حیوانات کے مقابلے میں ان کے جسموں کے تناسب سے دیکھیں تو، دوگنا سے تین گنا بڑا ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی خصوصیات کے اعتبار سے بھی نہایت برتر ہوتا ہے۔ ان میں اس کا شعور، اس کی سوجھ بوجھ، اس کا ارادہ اور اس کی یادداشت کے پہلو ہیں جو بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کے بعد اس کا بولنا آتا ہے جو اسے سب حیوانوں میں

ممتاز بناتا ہے۔ پھر اس کا سیدھی حالت میں کھڑے ہو کر دو پاؤں پر چلنا ہے۔ اگر چہ کہ اس طرح کے سیدھے چلنے سے انسان کے جسم کو زور لگانا پڑتا ہے جس سے حرارت پیدا ہوتی ہے لیکن اس کے کنٹرول کے لیے قدرت نے انسان کے بدن پر حساس جلد بنادی جس میں اس اضافی حرارت کو خارج یا Diffuse کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ پھر انسان کے ہاتھوں میں پائے جانے والے دونوں انگوٹھے ہیں جو کسی بھی چیز کو پکڑنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پھر انسان کا متوازن چہرہ ہے جس پر اس کی خوبصورت اور نمایاں آنکھیں ہیں۔ چہرے کی خوبصورتی کے موازنے کے لیے ملاحظہ ہوں ذیل میں دی گئی تصاویر۔

انسان کو صاحبِ عقل، سمجھدار، استدلالی، حساس، غور و فکر کرنے والا اور قوتِ فیصلہ کا حامل کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے کبھی بھی حیوانِ مطلق یا Absolute Animal نہیں کہیں گے، بلکہ اسے حیوان ناطق یعنی Rational Animal کا نام دیا جائے گا۔ یوں کائنات کی تمام تخلیقات میں اس کا شمار اشرف المخلوقات میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی تخلیق سے متعلق فرماتا ہے، لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ، یعنی بے شک ہم نے انسان کو بہترین تناسب و اعتدال میں پیدا کیا، (التین:04)۔ یہ کہہ کر اُس نے ایک طرح سے انسان کو اپنی تخلیقِ خاص یعنی Special Creation فرمایا ہے۔